بصائر و عبر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور اُس کے تقاضے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

دینِ اسلام کا منبع اور سرچشمہ وحیِ الٰہی ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی، خواہ وہ وحیِ الٰہی قرآن کریم کی صورت میں ہو یا سنتِ رسول اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وحیِ الٰہی اور دینِ اسلام کو لینے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی مقدس جماعت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت، تعلیم اور تلقین کے لیے منتخب فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اسلام اور شریعتِ اسلام میں خاص مقام ہے۔ یہ ایک ایسی مقدس جماعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام اُمت کے درمیان اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک واسطہ ہے۔ اس واسطہ کے بغیر نہ اُمت کو قرآن کریم ہاتھ آ سکتا ہے، نہ قرآن کریم کے وہ مضامین جن کو قرآن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر یہ کہہ کر چھوڑا ہے: ''لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ إِلَيْهِمْ'' (النحل:۴۴) .... ''آپ بیان کریں لوگوں کے لیے وہ چیز جو آپ کی طرف نازل کی گئی۔'' اور نہ ہی رسالت اور اس کی تعلیمات کا کسی کو اس واسطہ کے بغیر علم ہوسکتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ اپنی آل اولاد اور اپنی جان و مال سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو اپنی جانیں قربان کرکے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ارشاد فرمایا:

۱:-’’وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ إِلَیْکُمُ الْإِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ إِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ، أُولٰئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ.‘‘ (الحجرات:۷)

ترجمہ:’’پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا (اچھا دکھایا) اس کو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی، وہ لوگ وہی ہیں نیک۔‘‘

۲:-’’أُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْإِیْمَانَ وَأَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ.‘‘ (المجادلۃ:۲۲)

ترجمہ:’’ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے۔‘‘

۳:-’’وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ.‘‘ (التوبۃ:۱۰۰)

ترجمہ:’’اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ، اللہ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے۔‘‘

۴:-’’فَإِنْ أٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا أٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا.‘‘ (البقرۃ:۱۳۷)

ترجمہ:’’سو اگر وہ بھی ایمان لاویں جس طرح تم ایمان لائے ہدایت پائی انہوں نے بھی۔‘‘

۵:-’’کُنْتُمْ خَیْرَ أُمَّۃٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ.‘‘ (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ:’’تم ہو بہتر سب اُمتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں۔‘‘

۶:- ’’وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ أُمَّۃً وَّسَطًا.‘‘ (البقرۃ:۱۴۳)

ترجمہ:’’اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو اُمت معتدل۔‘‘

آیت:۵اور۶ کے اصل مخاطب اور پہلے مصداق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

۷:-’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ أَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ تَرَاھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ.‘‘ (الفتح:۲۹)

ترجمہ:’’محمد (ﷺ) رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر، نرم دل ہیں آپس میں، تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں، ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی، نشانی (پہچان، شناخت) ان کی اُن کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے۔‘‘

اس آیت میں ’’وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ‘‘ عام ہے، اس میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں، اس میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تزکیہ اور ان کی مدح وثنا خود مالکِ کائنات کی طرف سے آئی ہے۔

۸:-’’یَوْمَ لَایُخْزِی اللّٰہُ النَّبِيَّ وَالَّذِیْنَ أٰمَنُوْا مَعَہٗ.‘‘ (التحریم:۸)

ترجمہ:’’جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس کے ساتھ۔‘‘

۹:-’’قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ أَدْعُوْا إِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ. ‘‘ (یوسف:۱۰۸)

ترجمہ: ’’کہہ دے یہ میری راہ ہے، بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جو میرے ساتھ ہے ۔‘‘

۱۰:-’’وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى. ‘‘ (الحدید:۱۰)

ترجمہ: ’’اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا ۔‘‘

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

’’إِنَّ اللّٰـهَ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهٖ، فَابْتَعَثَهٗ بِرِسَالَتِهٖ ، ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ قُلُوْبَ أَصْحَابِهٖ خَيْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهٖ يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى دِيْنِهٖ ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّءٌ ۔‘‘ (مسند احمد، رقم الحدیث:۳۴۶۸)

’’اللہ تعالیٰ نے اپنے سب بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو ان سب قلوب میں بہتر پایا، ان کو اپنی رسالت کے لیے مقرر کردیا، پھر قلبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے قلوب پر نظر فرمائی تو اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو دوسرے سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا، ان کو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت اور دین کی نصرت کے لیے پسند کرلیا۔‘‘

۲:- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

’’مَنْ كَانَ مُتَأَسِّيًا فَلْيَتَأَسَّ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَإِنَّهُمْ أَبَرُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قُلُوْبًا وَأَعْمَقُهَا عِلْمًا وَأَقَلُّهَا تَكَلُّفًا وَأَقْوَمُهَا هَدْيًا وَأَحْسَنُهَا حَالًا، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ بِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَإِقَامَةِ دِيْنِهٖ ، فَاعْرِفُوْا لَهٗ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْا آثَارَهُمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ. ‘‘ (شرح السفارینی للدرۃ المضیۃ، ج:۱،ص:۱۲۴)

’’جو شخص اقتداء کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرے، کیونکہ یہ حضرات ساری اُمت سے زیادہ اپنے قلوب کے اعتبار سے پاک، اور علم کے اعتبار سے گہرے اور تکلف وبناوٹ سے دور اور عادات کے اعتبار سے معتدل، اور حالات کے اعتبار سے بہتر ہیں ۔ یہ وہ قوم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کے لیے پسند فرمایا ہے ۔ تو تم ان کی قدر پہچانو اور اُن کے آثار کا اتباع کرو، کیونکہ یہی لوگ مستقیم طریق پر ہیں ۔‘‘

۳:- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ ، لَاتَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ ، وَمَنْ أٰذَاهُمْ فَقَدْ أٰذَانِيْ وَمَنْ أٰذَانِيْ فَقَدْ أٰذَى اللّٰهَ، وَمَنْ أٰذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَّأْخُذَهٗ.‘‘ (ترمذی، ج:۲،ص:۲۲۵)

’’اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے معاملے میں، میرے بعد ان کو (طعن وتشنیع کا) نشانہ نہ بناؤ، کیونکہ جس شخص نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذاء پہنچائی، اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی، اور جو اللہ کو ایذاء پہنچانا چاہتا ہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑ لے گا۔‘‘

۴:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ۔‘‘ (ترمذی، ج:۲،ص:۲۲۵)

’’جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو برا کہتے ہیں تو تم ان سے کہو: خدا کی لعنت ہے اس پر جو تم دونوں (یعنی صحابہؓ اور تم) میں سے بدتر ہیں۔‘‘

ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں بدتر وہی ہے جو اُن کو برا کہنے والا ہے۔ اس حدیث میں صحابیؓ کو برا کہنے والا مستحقِ لعنت قرار دیا گیا ہے۔

۵:- علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ تمام صحابہؓ کو پاک صاف سمجھے، ان کے لیے عدالت ثابت کرے، ان پر اعتراضات کرنے سے بچے، اور ان کی مدح وتوصیف کرے، اس لیے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتابِ عزیز کی متعدد آیات میں ان کی مدح وثنا کی ہے۔ اس کے علاوہ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ کی فضیلت میں کوئی بات منقول نہ ہوتی تب بھی ان کی عدالت پر یقین اور پاکیزگی کا اعتقاد رکھنا اور اس بات پر ایمان رکھنا ضروری ہوتا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری اُمت کے افضل ترین افراد ہیں، اس لیے ان کے تمام حالات اسی کے مقتضی تھے، انہوں نے ہجرت کی، جہاد کیا، دین کی نصرت میں اپنی جان ومال کو قربان کیا، اپنے باپ بیٹوں کی قربانی پیش کی، اور دین کے معاملے میں باہمی خیرخواہی اور ایمان ویقین کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا۔ (عقیدہ سفارینی، ج:۲،ص:۳۳۸)

۶:- امام ابوزرعہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے اساتذہ میں سے ہیں، ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

''إذا رأيت الرجل ينتقص أحدا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم أنہ زنديق وذلك أن القرآن حق، والرسول حق، وماجاء به حق، وما أدّى ذلك إلينا كلہ إلا الصحابة، فمن جرحهم إنما أراد إبطالَ الكتاب والسنة، فيكون الجرح به أليق، والحكم عليه بالزندقة والضلال أقوم وأحق.'' (ج:۲،ص:۳۸۹)

''جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی کی بھی Ã کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے، اس لیے کہ قرآن حق ہے، رسول (ﷺ) حق ہے، جو تعلیمات آپ ﷺ لے کر آئے وہ حق ہیں، اور یہ سب چیزیں ہم تک پہنچانے والے صحابہؓ کے سوا کوئی نہیں، تو جو شخص ان کو مجروح کرتا ہے وہ کتاب وسنت کو باطل کرنا چاہتا ہے، لہٰذا خود اس کو مجروح کرنا زیادہ مناسب ہے، اور اس پر گمراہی اور زندقہ کا حکم لگانا زیادہ قرینِ حق وانصاف ہے۔''

ان آیات اور احادیث میں صرف یہی نہیں کہ اصحابِ رسول کی مدح وثناء اور ان کی رضوانِ الٰہی اور جنت کی بشارت دی گئی ہے، بلکہ اُمت کو ان کے ادب واحترام اور ان کی اقتداء کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ ان میں سے کسی کو برا کہنے کی سخت وعید فرمائی ہے، ان کی محبت کو رسول اللہ ﷺ کی محبت، ان سے بغض کو رسول اللہ ﷺ سے بغض قرار دیا گیا ہے۔

....

ہمارے ملک میں کرپشن، حرام خوری، لوٹ مار، قتل وقتال، فحاشی اور عریانی تو پہلے سے ہی تھی، لیکن اب اسلامی تہذیب کے علاوہ شعائرِ اسلام کی توہین و Ã بھی ایک معمول کی بات بنتی جارہی ہے، پہلے لوگ چھپ چھپا کر اور اپنی قماش کے لوگوں میں بیٹھ کر اسلام اور اہلِ اسلام پر تضحیک یا طعن وتشنیع کے نشتر چلایا کرتے تھے، اب ان سے آگے بڑھ کر الیکٹرانک میڈیا، سوشل میڈیا، حتیٰ کہ ہمارے بزرجمہر اور مقتدر طبقے میں یہ روش عام اور معمول کی بات بن گئی ہے، خصوصاً آج کے حکمران ٹولہ میں یہ بات عام ہوتی جارہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کے عام مسلمانوں میں دینی تعلیم کے فقدان اور نئی ملحدانہ تعلیم کے رواج نے خود مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے کو اسلام، عقائدِ اسلام اور احکامِ اسلام سے بیگانہ کردیا ہے۔ قرآن کریم کا ادب، سنتِ رسول (ﷺ) کا ادب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب واحترام ان کے ذہنوں میں ایک بے معنی لفظ ہوکر رہ گیا ہے۔ مستشرقین اور ملحدین جو ہمیشہ اسلام پہ مختلف جہات سے حملے کرنے اور لوگوں کو گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں، انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسی

غلط اور من گھڑت باتیں اس مقصد سے پھیلائیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو اعتقاد اور اعتماد ہے، وہ نہ رہے اور جب اس مقدس جماعت سے اعتماد اُٹھ گیا تو پھر ہر بے دینی کے لیے راستہ ہموار ہوگیا۔ اسی کا شاخسانہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وزیراعظم اپنی بجٹ تقریر میں سیاق وسباق کی رعایت کیے بغیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق اسلامی تعلیمات اور اخلاقی آداب سے ہٹ کر ایسے نازیبا اور بے ادبی کے الفاظ کہتے ہوئے نہیں شرماتا، بلکہ متنبہ اور متوجہ کرائے جانے کے باوجود وہ تاحال کوئی معذرت اور معافی کا خواستگار اور خواہاں بھی نظر نہیں آتا۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ جہاں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر کے بہت سے حضرات نے وزیراعظم کی اس گستاخانہ، بے باکانہ اور ادب وآداب سے عاری تقریر کی مذمت کی، وہاں اس کے پارٹی کے افراد اور غیر معتبر لوگوں نے بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کرنے کے اپنی پارٹی کے قائد عمران خان کا دفاع شروع کردیا۔

وزیراعظم عمران احمد خان نیازی نے اپنی تقریر میں غزوۂ بدر کے متعلق کہا کہ: ''جب جنگِ بدر ہوئی تو صرف ۳۱۳ تھے لڑنے والے، باقی ڈرتے تھے لڑنے سے۔'' اور غزوۂ اُحد کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ''جب جنگ اُحد ہوئی، سرکارِ مدینہ نے تیر کمان والوں کو کہا کہ: تم نے اپنی پوزیشن نہیں چھوڑنا، جب لوٹ مار شروع ہوئی تو وہ چھوڑ کر چلے گئے، سرکارِ مدینہ کا حکم نہیں مانا۔'' یہ الفاظ کہتے ہوئے ان کا انداز، لب ولہجہ، طرزِ تکلم اور الفاظ کا چناؤ سب کچھ غیر مناسب، غیر مہذب، غیر ذمہ دارانہ اور گستاخانہ تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق کہنا کہ وہ جنگ سے ڈرتے تھے، کتنا غیر حقیقی، غیر منطقی اور حقائق سے دور بات ہے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اس موقع پر فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول! ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف سے لڑیں گے، ہم آپ کو اس طرح کا جواب نہیں دیں گے، جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا کہ: آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں، ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں۔ آپ اگر ہمیں آگ میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم آگ میں بھی کود جائیں گے۔ یہی غزوۂ بدر ہی ہے جس میں دو چھوٹے بچے معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما بھی شریک ہیں، جنہوں نے ابوجہل پر پہلا حملہ کیا اور اس کو جہنم واصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں کہنا کہ یہ لڑنے سے ڈرتے تھے، نعوذ باللہ من ذلک۔ جبکہ غزوۂ بدر کا واقعہ اچانک پیش آیا، کیونکہ حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پیشِ نظر تو ابوسفیان کے قافلہ کو روکنا تھا، جبکہ ابوسفیان مخبری کی بنا پر اپنے قافلہ کو بچا کر لے گیا، لیکن اہلِ مکہ اس کے اطلاع دینے کی بنا پر لڑائی کے لیے ایک ہزار کا لشکر لے کر بدر کے مقام پر

آگئے اور اُدھر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان سے لڑنے کا حکم دے دیا، جلدی میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریک ہوسکے وہ شریک ہوئے، لیکن میرے علم میں نہیں کہ آپ ﷺ نے کسی صحابی کو شریک ہونے کا حکم دیا ہو اور اس نے آگے سے انکار کیا ہو، اگر ایسا ہوتا تو شاید کسی حد تک کہا جاسکتا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لڑنے سے ڈر گئے، جب ایسا ہوا ہی نہیں تو یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لڑنے سے ڈرتے تھے، کتنا مضحکہ خیز بات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہتان تراشی کے مترادف ہے، البتہ یہ بات ضرور موجود ہے کہ آپ ﷺ نے آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واپس مدینہ منورہ واپس بھیج دیا اور مالِ غنیمت میں ان کو حصہ دیا۔

اسی طرح مالِ غنیمت جس کو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے طفیل آپ کے لیے اور آپ کی اُمت کے لیے حلال قرار دیا، اس کو لوٹ مار سے تعبیر کرنا کتنا غیر شائستہ اور گستاخانہ بات ہے۔ اتنی بات تو ٹھیک ہے کہ غزوۂ احد میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اجتہادی لغزش ہوئی، جس سے انہوں نے توبہ بھی کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف بھی کردیا، جیسا کہ: ''وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ'' (آل عمران: ۱۵۵) کا اعلان آج بھی قرآن کریم میں موجود ہے، لیکن مالِ غنیمت کو ''لوٹ مار'' سے تعبیر کرنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ کی بات نہ ماننے والا کہنا کسی اُمتی کے لیے جائز نہیں، اس لیے کہ یہ ضابطہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد دنیا کا کوئی اچھے سے اچھا انسان ایسا نہیں جس سے کوئی لغزش، خطا اور غلطی نہ ہوئی ہو، اسی طرح کوئی برے سے برا انسان ایسا بھی نہیں جس سے کوئی اچھا کام نہ ہوا ہو، بس مدار کار اس پر رہتا ہے کہ جس شخص کی زندگی اچھے اخلاق و اعمال میں گزری ہے، اس کا صدق و اخلاص بھی اس کے عمل سے پہچانا گیا ہے، اس سے کوئی گناہ یا غلطی بھی ہوگئی ہو تو بھی اس کو صلحائے اُمت ہی کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنی عام زندگی میں دین کی حدود و قیود کا پابند، احکام شرعیہ کا تابع نہیں ہے، اس سے دو چار اچھے بلکہ بہت اچھے کام بھی ہوجائیں، تو بھی اس کو صلحاء و اولیاء کی فہرست میں شمار نہیں کیا جاتا۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے تقویٰ، طہارت، پاکیزگی، فرمانبرداری، اخلاق کی بلندی، ان کی مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ اور ان سے راضی ہونے کی گواہی خود اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم ﷺ دے رہے ہیں، ان کے لیے ان کے مرتبہ اور مقام سے فروتر کلمات کہنا کسی اُمتی کے لیے جائز نہیں، چہ جائیکہ ان کو جنگ سے ڈرنے والا اور حضور اکرم ﷺ کا نافرمان اور لوٹ مار کرنے والا کہا جائے۔

....

بالفرض ایک منٹ کے لیے مان لیا جائے کہ جناب وزیر اعظم عمران خان نیازی صاحب سے